علی سردار جعفری

پیدائش - 1913ء
وفات - 2000ء

علی سردار جعفری بلرام پور (اتر پردیش) میں 1913ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنی تعلیم لکھنؤ، دہلی اور علی گڑھ سے حاصل کی۔ جب یہ 23 - 24 سال کے تھے اردو میں ترقی پسند تحریک کا آغاز ہوا۔ یہ ابتدا سے ہی اس تحریک میں شامل ہو گئے۔ لکھنؤ میں سبطِ حسن اور مجاز کے ساتھ مل کر انہوں نے "نیا ادب" کے نام سے ایک رسالہ نکالا۔ بعد میں وہ ممبئی چلے گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کی۔ 2000ء میں ممبئی میں ہی انکی وفات ہوئی۔

سردار جعفری کا شمار ترقی پسند فکر کے نمائندہ ادیبوں میں ہوتا ہے۔ ان کی تصنیف "ترقی پسند ادب" اس تحریک سے متعلق ایک اہم کتاب ہے۔ انہوں نے "گفتگو" کے نام سے ایک رسالہ بھی نکالا تھا۔ انہیں کبیر، میر اور غالب سے خاص دلچسپی تھی غالباً اسی وجہ سے انہوں نے ان تینوں کا کلام اردو اور دیوناگری رسم خط میں اپنے تعارفی مقدموں کے ساتھ شائع کیا ہے۔

سردار جعفری کی شعری تخلیقات میں "نئی دنیا کو سلام" ایک طویل نظم ہے۔ انہوں نے یہ نظم ہندوستان کی آزادی سے ایک سال پہلے 1946ء میں لکھی تھی۔

سردار جعفری شاعر بھی ہیں اور نقاد بھی "خون کی لکیر"، "ایشیا جاگ اٹھا" ان کے ابتدائی شعری مجموعے ہیں۔ بعد کے مجموعوں میں "ایک خواب اور"، "پیراہنِ شرر" اور "لہو پکارتا ہے" قابلِ ذکر ہیں۔

وقت کا ترانہ

علی سردار جعفری

سوال 1- "وقت کا ترانہ" کا تنقیدی جائزہ ۔

"وقت کا ترانہ" علی سردار جعفری کی ایک طویل نظم ہے "جاوید"، "مریم"، "فرنگی" اور "نامہ بر" کے کرداروں کے ذریعے اس نظم کے مختلف اجزاء ترتیب دیئے گئے ہیں۔ پوری نظم آٹھ اجزاء پر مشتمل ہے۔ پہلے جز کو "حرف اول" اور آخری جز کو "حرف آخر" کا عنوان دیا گیا ہے اور باقی کے درمیانی اجزاء کے لئے "پہلی تصویر"، "دوسری تصویر" جیسے عنوانات تجویز کیئے گئے ہیں۔ ہمارے نصاب میں شامل نظم اس نظم کی "چوتھی تصویر" ہے۔ جس میں بادشاہت کے خلاف انقلاب اور بغاوت کی تصویر کشی کی گئی ہے۔

نظم میں انگریزی سامراجیت کا ظلم، استحصال اور اس کے خلاف عوام میں آزادی کی لہر، کسانوں، مزدوروں اور محنت کشوں میں سیاسی بیداری کا آنا، انقلاب زندہ باد کا نعرہ لگانا، آزادی کے لئے کمر بستہ ہونا اور پھر حکومت کے ذریعہ ان لوگوں کی آوازوں کو دبایا جانا اس نظم میں بڑے ہی پُراثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

علی سردار جعفری اشتراکیت کے پیروکار ہیں۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی اسی نظریے کی تبلیغ و اشاعت میں گذاری۔ ان کے اسی نظریے کی جھلک ہمیں "وقت کا ترانہ" میں بھی نظر آتی ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ خیالات صرف سردار جعفری کے ہی نہیں تھے بلکہ ہندوستان کے تمام عوام کے تھے۔ وہ ایک لہر بن کر اسی نظم میں دوڑ رہے ہیں۔